انٹرویو — الدکتور عبداللہ عزام (عربی)

ترجمہ:- حافظ محمد ابراہیم فانی

جہادِ افغانستان کے ممتاز رہنما
مولانا جلال الدین حقانی

عربی مجلہ الاصلاح سے انٹرویو

جہاد افغانستان میں برسرپیکار حزب اسلامی (مولانا یونس خالص گروپ) کے سرکردہ رہنما مجاہد جلیل مولانا جلال الدین حقانی عرصہ سے سرخ سامراج کے خلاف برسرپیکار ہیں موصوف دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر فرزند اور کچھ عرصہ مدرس بھی رہے ہیں۔ ان کا یہ انٹرویو متحدہ عرب امارات کے ہفتہ وار مجلہ الاصلاح میں شائع ہوا ہے جو کہ آپ سے عالم عرب کے دکتور عبداللہ عزّام نے لیا ہے۔ اس کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔ ادارہ

معرکۂ جہاد میں مصروفِ کار اصحابِ عزیمت میں سے جن کی پیشانیاں غبارِ جہاد سے چمکدار۔ جن کی آوازیں طیاروں اور بموں کے دھماکوں میں غائب اور جن کی شخصیتیں سامان حرب میں مخفی ہیں میں سے ایک مجاہد جلال الدین حقانی ہیں۔ یہ عالم مجاہدین افغانستان کے مشاہیر میں سے ہیں۔ ایسی شخصیت آپ کو بہت ہی کم نظر آئے گی۔ جنہوں نے اپنی زندگی اور جان و مال جہاد کے لئے وقف کی ہو۔ عرصہ آٹھ سال سے پہاڑوں اور صحراو جنگلات میں مسلّح زندگی گذار رہا ہے۔ آپ کی سنجیدگی پروقار خاموشی، حسنِ سیرت، عربی پر قدرت اور نماز کے بعد طویل دعا و عاجزی انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ لمبی داڑھی نمود و تشہیر اور مناصبِ دنیویہ سے کنارہ کش۔ گویا سلفِ صالحین کا جیتا جاگتا نمونہ آپ کے سامنے ہے۔

آپ کا نام نامی جلال الدین حقانی۔ جائے پیدائش جدران صوبہ پکتیا اور عمر بیالیس (۴۲) سال ہے۔

تعلیم کا آغاز   دس سال میں نے افغانستان کے مختلف دینی مدارس میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد پاکستان آیا۔ اور مدرسہ

دارالعلوم حقانیہ (اکوڑہ خٹک) میں چار سال گذارے۔ تکمیل تحصیل علم کے بعد اسی دارالعلوم میں بعہدہ تدریس مقرر رہا۔ ایک سال گذارنے کے بعد میں افغانستان چلا گیا۔ اور وہاں مدرسہ دینیہ میں تین سال تک مدرس رہا۔

باقاعدہ جہاد کا آغاز سردار محمد داؤد کے انقلاب ۱۹۷۴ء میں

آپ کی تاریخ جہاد کی جھلکیاں سردار داؤد کے سرخ انقلاب کے بعد ہم نے روسیوں کی ایک جماعت پر ہلہ بول دیا جن میں سے تیرہ افراد قتل ہوئے۔ جب اس واقعہ کی خبر حکومت تک پہنچی تو پولیس نے میرے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ ہم بارہ افراد پہاڑ میں جا چھپے۔ یہاں تک کہ میرے اور شاگرد بھی جن کی تعداد ۰، تھی ہمارے ساتھ مل گئے۔ ڈیڑھ ماہ بعد ہمارے تعاقب میں حکومت کا مسلح دستہ آپہنچا۔ ہمارے اور ان کے درمیان تین دن تک مسلسل لڑائی کے بعد وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ لیکن انہوں نے ہماری رسد و خوراک کے راستے مسدود کر دیئے۔ داؤد حکومت کے ملازمین اکثر کمیونسٹ تھے۔ جس کے باعث مسلمانوں اور ان کے درمیان ہمیشہ چپقلش رہتی۔ مگر مسلمان ہمیشہ غالب رہے۔ لیکن حکومت کمیونسٹوں کی حمایت کرتی رہی۔

ہجرت پاکستان پھر ہم دیگر زعماء جہاد کی طرح ہجرت پاکستان پر مجبور ہو گئے۔ داؤدی دور حکومت میں ہم خفیہ سرحدات پار کر کے افغانستان گھس جاتے۔ اور تین تین چار چار ماہ تک لوگوں کو اسلام کی طرف رغبت اور کمیونزم سے نفرت کی تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے۔ ہمارے پاس کچھ کم اور تھوڑا بہت اسلحہ بھی تھا۔ اس دوران ہمارے کئی معرکے کمیونسٹوں سے ہوئے جس میں دو کمیونسٹ لیڈر دین محمد مہمند رز مک صوبہ پکتیا اور ربر کی برک قتل کر دیئے گئے لیکن ہمیں بھی نہایت دشوار گزار مراحل سے گزرنا پڑا۔

مئی ۱۹۷۸ء اور انقلاب ترکئی پشاور میں مجاہدین کا ایک اجتماع ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ افغانستان میں داخل ہو کر جہاد اور نفیر عام کا اعلان کیا جائے۔ اس اجتماع کے تین دن بعد میں اور مولوی نصر اللہ منصور ولایت پکتیا چلے گئے۔ اور ہم لوگوں سے ملے۔ اور انقلاب ترکئی کے چھ دن بعد ان کو جہاد پر آمادہ کر لیا۔ لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ اور ہم جدران صوبہ پکتیا کے پہاڑوں میں نہایت تنگی و عسرت سے سات مہینے تک رہے۔ ہمیں لباس اور خوراک کی اشد ضرورت تھی لیکن لوگوں نے ہماری ضروریات پوری نہ کیں۔ پھر سردی شروع ہو گئی اور پہاڑوں پر برف باری ہونے لگی۔ لہذا ہم پہاڑوں سے اتر کر خوست صوبہ پکتیا میں آگئے۔ یہاں تین ماہ گذارے لیکن لوگ جہاد کی طرف راغب نہ ہوئے۔ ابتداء میں ہماری تعداد تیس افراد پر مشتمل تھی۔ اس کے بعد آخر سال تک ہماری تعداد ۳۵۰ ہو گئی۔

ایک دن میں تقریباً ۴۰ ہزار افراد کی شہادت انقلاب کے بعد ترکئی نے اسلام کے متصادم قوانین کے اجراء کا اعلان کیا۔ مثلاً مساوات مرد و زن اور بے پردگی کی کھلم کھلا اجازت و حمایت اور تحدید طلاق و ازدواج وغیرہ۔ لوگوں کے املاک و اموال پر قبضہ اور اس کی تقسیم و توزیع شروع کی۔ ان خلاف اسلام اور ضد شریعۃ امور و قوانین کی وجہ سے علماء

نے ترکئی کی تکفیر کا فیصلہ اور فتویٰ صادر کیا۔ حکومت کے خلاف مظاہرے شروع ہوئے۔ ہرات میں عظیم الشان مظاہرہ ہوا جسے دبانے کے لیے حکومت کے ٹینک اور طیارے حرکت میں آگئے۔ اور صرف ایک دن میں ۴۰ پچاس ہزار افراد نے جام شہادت نوش کیا۔ اس ذلیل حرکت کے بعد حکومت کے خلاف افغانستان کے طول و عرض میں غم و غصہ اور نفرت کی لہر دوڑ گئی۔ اس موقع پر روسی افواج افغانستان کی سرزمین میں داخل ہوئی تو ہر جانب سے مسلح بغاوت اور مدافعت کا آغاز ہوا۔

جہاد کے بارے میں آپ کی کیا توقعات ہیں؟ ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری نصرت فرمائے گا اور دشمن ذلیل و رسوا اور ہزیمت خوردہ ہو کر افغانستان سے نکلنے پر مجبور ہوگا۔

آپ کے ساتھ کتنے مجاہدین ہیں؟ ۔ تقریباً ۲۰ ہزار۔

شکست و فتح میں آپ کی پوزیشن؟ ۔ اکثر معرکوں میں ہم فاتح و کامران رہے۔ اس سال ہر معرکے میں ہمیں کامیابی ہوئی۔

آپ کس لیے لڑتے ہیں؟ تاکہ زمین پر اللہ کا حکم غالب اور نافذ ہو۔ لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا۔

مجاہدین کس حال میں ہیں؟ روحانی حالت تو ان کی نہایت ہی بلند و بالا ہے لیکن حالت مادی بہت ہی مایوس کن ہے۔ ان میں جو زخمی ہو جاتے ہیں انہیں پشاور کے ہسپتال میں داخل کرانا پڑتا ہے۔ صحت یاب ہونے پر وہ خالی ہاتھ واپس افغانستان کی حدود میں داخل ہوتے ہیں۔

بعض معرکوں کے بارے میں کچھ ارشادات بہت سے معارک میں صرف دو جنگوں کے بارے میں آپ کو بتاتا ہوں۔

۱۔ پہلا معرکہ، ٹینکوں کے مقابلہ میں۔ ترکئی دور حکومت میں ہمارے پاس ٹینکوں کے مقابلے میں کوئی اسلحہ نہ تھا جس کے باعث ہم پریشان تھے۔ ہم نے کچھ روپے جمع کئے تاکہ ٹینک شکن گولے خریدیں مگر ہم کامیاب نہ ہوئے۔ ہماری تعداد صرف ۳۵۰ تھی۔ ترکئی فوج کا ایک حصہ جو ہزاروں افراد۔ ٹینک۔ طیاروں کلاشنکوف اور دیگر سامان حرب سے لیس تھا ہم پر حملہ آور ہوا۔ تین دن تک لڑائی جاری رہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح و کامیابی سے ہمکنار کیا۔ مال غنیمت میں ۲۵ ٹینک شکن بندوقیں اور گولے اور آٹھ ٹینک ہاتھ آئے۔ علاوہ ازیں ایک ہزار افراد قیدی بنائے۔ جن میں سے ہر ایک کلاشنکوف سے مسلح تھا۔

۲۔ دوسرا معرکہ۔ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ۔ کا عملی مظاہرہ۔

۵۹ مجاہدین کے گروہ پر ڈھائی ہزار افراد۔ ۲۲۰ ٹینک اور بمبار طیاروں سمیت حملہ آور ہوئے۔

نتیجہ میں ۴۵ ٹینک اور ایک موٹر تباہ۔ ۱۵۰ افراد واصل جہنم اور ایک سو زخمی ہوئے۔ اور مال غنیمت میں ۷ کلاشنکوف۔ ایک راکٹ لنچر اور بہت سا گولہ بارود ہاتھ آیا۔ (جاری)